مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

تعجب کی بات ہے
جو حکومت یا افراد اپنے وجود اور
اپنی سیاست کے بارے میں رواداری
گوارا نہیں کرتے لیکن دین و شریعت
کے متعلق رواداری کی تلقین کرتے ہیں
غدّاری اور رواداری ایک ساتھ جمع
نہیں ہو سکتے۔

شورش کاشمیریؒ

جلد ۲

۲۰ تا ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء مطابق ۱۷ تا ۲۳ رجب ۱۴۰۴ھ

شمارہ ۴۵

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہنسنے کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رح

۵. حدثنا احمد بن منیع حدثنا معاویۃ بن عمرو حدثنا زائدۃ عن بیان عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عن عبد اللہ قال ما حجبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منذ اسلمت ولا رآنی الا ضحک۔

۶. حدثنا احمد بن منیع حدثنا معاویۃ بن عمرو حدثنا زائدۃ عن اسمعیل ابن ابی خالد عن قیس عن جریر قال ما حجبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منذ اسلمت ولا رآنی الا تبسم۔

۲۲۵۔ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مسلمان ہونے کے بعد کسی وقت مجھے حاضری سے نہیں روکا اور جب مجھے دیکھتے تھے تو ہنستے تھے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ تبسم فرماتے تھے۔

فائدہ۔ یہ دوسری روایت اسی لیے ذکر کی گئی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ پہلی حدیث میں ہنسنے سے تبسم فرمانا ہی مراد ہے اور یہ تبسم اظہار مسرت کے لیے ہوتا تھا کہ خندہ پیشانی سے ملنا دوسرے کے لیے انبساط کا سبب ہوتا ہے میں نے اپنے اکابر کو دیکھا ہے کہ بسا اوقات آنے والوں کے ساتھ الیسی بشاشت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے تھے جس سے ان کو ہمارے آنے کی بڑی خوشی ہوتی۔

۷. حدثنا هناد بن السری حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن ابراهیم عن عبیدۃ السلمانی عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاَعرف اٰخر اهل النار خروجًا رجل یخرج منها زحفا فیقال له انطلق فادخل الجنۃ قال فیذهب لیدخل الجنۃ فیجد الناس قد اخذوا المنازل فیرجع فیقول یارب قد اخذ الناس المنازل فیقال له اتذکر الزمان الذی کنت فیه فیقول نعم قال فیقال له تمنَّ قال فیتمنی فیقال له فان لک الذی تمنیت وعشرۃ اضعاف الدنیا قال فیقول اُتسخر بی وانت الملک قال فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ۔

۷. عبد اللہ بن مسعود رض کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے اخیر آگ سے نکلے گا۔ وہ ایک ایسا آدمی ہوگا۔ کہ زمین پر گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا۔ (کہ جہنم کے عذاب کی سختی کی وجہ سے سیدھے چلنے پر بھی قادر نہ ہوگا) اس کو حکم ہوگا کہ جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ وہاں جا کر دیکھے گا۔ کہ لوگوں نے تمام جگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ سب جگہیں پُر ہو چکی ہیں۔ لوٹ کر بارگاہ الٰہی میں اس کی اطلاع کرے گا۔ وہاں سے ارشاد ہوگا۔ کیا دنیوی منازل

باقی صفحہ ۲۴ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

کراچی
ختم نبوت

جلد نمبر ۲

شمارہ نمبر ۴۵

فہرست

۱	خصائل نبوی ؐ حضرت شیخ الحدیثؒ	۲
۲	ابتدائیہ عبدالرحمٰن یعقوب باوا	۵
۳	مرزائیت علامہ اقبال کی نظر میں قمر حجازی	۶
۴	الاستفتاء	۹
۵	سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور عشق رسولؐ مولانا محمد اقبال رنگونی	۲۰

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

ڈیڑھ روپیہ

فون نمبر

۷۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ـــ ۷۰ روپے
ششماہی ـــ ۳۵ روپے
سہ ماہی ـــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبۂ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۴۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: A/۲۰ ساشرو مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

Pakistan Islamic Centre

MIANCHANNU (MULTAN.)

پاکستان اسلامک سنٹر ۔ میانچنوں (ملتان)

Ref. No. (پریس ریلیز) Dated

میاں چنوں ۔ ۳۱ مارچ (نامہ نگار) ہمارے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے منکر کا قتل کار ثواب ہے اس لئے تمہیں جان سے مار دیں گے ۔ یہ الفاظ دو قادیانی ملزموں نے نواحی گاؤں چک نمبر ۶-۱۲/۶۔ آر کے ایک زمیندار خان محمد کو تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے کہے ۔ خان محمد نے جس کے جسم پر قادیانیوں کے ہاتھوں کند آلات سے آنے والی گیارہ ضربات کے نشان ہیں ۔ گزشتہ روز اپنے ڈیرہ پر پنچایت بلائی تھی جس میں علاقہ بھر کے علماء اور دیگر اور معززین کے علم میں لائی گئی تھی کہ ملزم اللہ رکھا ولد جیون گاؤں کے دوسرے افراد کو قادیانیت [illegible] وغیرہ کو قادیانی بنانے کیلئے ورغلا کر دیوہ لے گیا ۔ معززین دیہہ نے جس بات کا برا منایا اور اللہ رکھا کو منافقت کے لئے پنچایت میں بلوایا ۔ اور فیصلہ کیا کہ اس حرکت پر اس کا سماجی مقاطعہ کیا جائے ۔ اللہ رکھا نے خان محمد کا حقہ پانی بند کر دیا ۔ خان محمد نے حقہ چھین لیا جس پر اس نے برا منایا اور خان محمد کو دھمکی دی کہ اس کے نتائج دیکھنے ہوں گے ۔ اگلے روز جب خان محمد خانیوال جا رہا تھا ۔ تو گاؤں سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر شارع عام پر ملزمان اللہ رکھا اور اس کے بیٹے اکرم ۔ اور دوسرے لوگوں نے روک لیا ۔ اللہ رکھا نے للکارا کہ اس کو حقہ پانی بند کرنے کا مزا چکھاؤ ۔ اور اس کے بیٹے اکرم نے خان محمد کو سوٹوں سے مارنا شروع کر دیا ۔ فقرے میں اسکو گھونسوں اور مکوں سے مارا ۔ اللہ رکھا نے گریبان سے پکڑ کر گالیاں دیں ۔ اور حوستیوں نے کہا کہ آج تمہیں مسلمان ہونے کا مزا چکھاتے ہیں تم نے حقہ چھین کر ہمارے مذہب کی توہین کی ہے ۔ جب تک تم مرزا صاحب کو نبی تسلیم نہیں کرو گے تم کو ہم نہیں چھوڑیں گے اور تمہیں جان سے ختم کر دیں گے ۔ کیا وہ قتل ہمارے لئے کار ثواب ہوگا ۔ خان محمد کے شور مچانے پر وقت اس ارشد نے اور خان محمد کا بیٹا محمد صدیق آگئے جنہوں نے خان محمد کی جان بچائی ۔ خان محمد کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں لایا گیا ۔ جہاں اس کا طبی معائنہ ہوا ۔ میڈیکل آفیسر کی رپورٹ کے مطابق ۔ خان محمد کے جسم پر کند آلہ سے آنے والی گیارہ ضربات ہیں جن میں سے دو ضربات زیر دفعہ ۳۳۷ کی گئی ہیں ۔ تھانہ پولیس نے ملزموں کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۵۰۶ ت پ ۳۴۱ کے تحت مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے ۔۔۔

(مہر: پاکستان اسلامک سنٹر میاں چنوں (ملتان) ۔ تاریخ 31-3-84)

محمد یوسف [illegible]

ناظم اعلیٰ پاکستان اسلامک سنٹر میاں چنوں

و خطیب جامع مسجد ... میاں چنوں

ضلع ملتان ۔

رب نواز خطیب

میاں چنوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام
علیٰ من لا نبی بعدہ

قادیانیوں کی ننگی جارحیت

قادیانی ننگی جارحیت پر اتر آئے ہیں۔ ان کے دل و دماغ میں حکومت کا خواب تیزی سے گردش کر رہا ہے۔ آئندہ پانچ سال میں وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۹۸۹ء ان کا "ٹارگٹ" ہے۔ جبکہ ان کی خباثت کو سو سال پورے ہوجائیں گے۔ ہم نے ان کی تحریروں سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔

گذشتہ دو اشاعتوں سے ہم حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانے چلے آرہے ہیں۔ حال ہی میں قادیانی ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ مارچ ۱۹۸۳ء کا شمارہ ہمارے سامنے ہے۔ درج ذیل اقتباس پڑھیے اور اندازہ لگائیے کہ قادیانیوں کے کیا منصوبے ہیں۔

> سو سال کی جوبلی بڑی جوبلی ہوتی ہے۔ جب جماعت کو وہ دن دیکھنے کا موقع ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ یہ جوبلی منائے اب تک انہوں نے ۶۷ سال کا عرصہ دیکھا ہے۔ اور ۳۳ سال کے بعد سو سال کا زمانہ پورا ہو جائے گا۔ اس وقت جماعت کا فرض ہوگا کہ وہ ایک عظیم الشان جوبلی منائے۔ اس سو سال کے عرصہ میں سارے پاکستان کو خواہ وہ مغربی ہو یا مشرقی۔ ہم نے احمدی بنانا ہے۔ اس کے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے۔ وہ انشاء اللہ وہ دن بھی دیکھ لیں گے۔ جب ساری دنیا میں احمدی ہی احمدی ہوں گے۔ (الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۵۸ء)

کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ قادیانی ٹولہ ایسی اشتعال انگیز تحریریں شائع کر کے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور قادیانیوں کی یہ دیرینہ عادت ہے۔ کہ وہ مسلمانوں پر اپنے ترکش سے زہر میں بجھے ہوئے۔ تیر چھوڑتے رہتے ہیں۔ تاکہ اسلام جو ان کی منزل مقصود ہے۔ وہ اس تک نہ پہنچ سکیں۔ ہمارے خیال میں قادیانی ٹولہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مملکت خداداد پاکستان کو کمزور بنانے اور اس کی سالمیت اور استحکام کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں ان کے نہاں خانہ دماغ میں ملک کے خلاف کیا کچھ ہے۔ اس سے ہم بخوبی آگاہ ہیں۔

ہم حکومت کو آگاہ کرتے ہیں کہ جن خطرات کو ہم دیکھ رہے ہیں اس کے پیش نظر ان کی پشت پر ہاتھ رکھنے کی بجائے سختی سے نوٹس لے۔

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

رد قادیانیت

مرزائیت علامہ اقبال کی نظر میں

تحریر: قمر حجازی اوکاڑہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت لاریب کافر ہے۔ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال اس گروہ کو امت مسلمہ کے درمیان ایک ناسور تصور کرتے تھے۔ ان کی حیات سے چند جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں تاکہ تعلیم یافتہ حضرات پر یہ واضح ہو جائے کہ نظریہ پاکستان کے خالق اس مجمی اسرائیل کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے

ڈاکٹر سعید اللہ ایم اے پی ایچ ڈی بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ: میرے والد صاحب کی دکان پر ابن عربی کی فصوص الحکم باقاعدہ پڑھائی جاتی تھی۔ مولوی عبد الکریم قادیانی کہ ان کی آواز بلند تھی یہ خدمت سرانجام دیا کرتے تھے مرزا غلام احمد قادیانی اس صحبت میں شریک ہوا کرتے تھے مجاز اور حقیقت کی داستان وہ ابن عربی سے سنتے رہے یہی فلسفہ بعد میں انہوں نے حقیقی اور مجازی نبوت کی شکل میں پیش کیا اس طرح گویا مرزا صاحب نے ابن عربی سے فیض حاصل کیا اور ابن عربی نے افلاطون سے پھر فرمایا۔ ابن عربی، بیدل اور ہیگل کے جال میں جو ایک دفعہ پھنس جاتا ہے۔ اس کی رہائی مشکل سے ہوتی ہے:

علامہ اقبال بیان کرتے ہیں کہ سیالکوٹ کا ذکر ہے۔ میں شام کے قریب گھر سے نکلا اور دیکھا کہ ایک جگہ بہت سے احمدی جمع ہیں بعض میرے واقف تھے۔ میں گیا اور ان سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے۔ ایک صاحب نے کہا حضرت مرزا صاحب نے عبد اللہ آتھم کے بارے میں جو پیش گوئی کی تھی کہ اگر وہ توبہ نہ کرے گا۔ تو چار برس کے اندر مر جائے گا۔ آج ان چار برسوں کا آخری دن ہے۔ ہم تار کا انتظار کر رہے ہیں میں نے رندانہ طریق سے کہا کہ خدا کی بات کو اس طرح نہ بیان کرو اس کا کیا اعتبار ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی بات پوری ہو کر رہے گی۔ میں نے کہا وہ پیشگوئی مشروط تھی۔ اگر عبد اللہ آتھم نے چپکے سے توبہ کر لی تو پیشگوئی پوری نہیں ہو گی۔ اگر ایسی صورت پیش آئی تو پھر تم کیا کرو گے۔ وہ دن گذر گیا۔ عبد اللہ آتھم نہ مرا دوسرے دن قادیاں سے اشتہار نکلا۔ جو صورت حال میں نے احمدی دوست سے بیان کی وہی درج تھی۔ علامہ اقبال رح پورے خلوص اور کامل بصیرت سے اس فرقہ کو تمام عالم اسلام، عقائد اسلامی، شرافت انبیاء، ختمیت اور اکملیت کے خلاف سمجھتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ "قرآن کے بعد نبوت اور وحی کا دعوٰی تمام انبیاء کرام کی توہین ہے۔ یہ ایک ایسا جرم ہے جو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ ختمیت کی دیوار میں سوراخ کرنا تمام نظام دیانت کو درہم برہم کر دینے کے مترادف ہے:

عبد الرشید طارق ایم اے بیان کرتے ہیں کہ اک روز شام کے وقت میں اور صوفی تبسم ڈاکٹر صاحب کے مکان جاوید منزل پر پہنچے تو ڈاکٹر صاحب پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے اور ایک صاحب ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب بہت برہم نظر آتے تھے۔ میں نے اس سے قبل برہمی کی حالت میں صرف ایک مرتبہ دیکھا اور وہ جب ایک نوجوان مرزائی مبلغ کو دھکے دے کر اپنی کوٹھی واقع میکلوڈ روڈ سے نکال دیا تھا۔

۱۹۳۶ء میں قادیانیت کی شدید مخالفت کا زمانہ تھا۔ ایک طرف مجلس احرار اور دوسرے علماء اسلام اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ قصر خلافت قادیان کی بنیادیں متزلزل کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف مرزائی صاحبان اپنے دلائل پیش کر رہے تھے۔ علامہ اقبال ان دنوں علیل تھے۔ لیکن طرفین کی وزنی دلیلیں سیدھے سادھے مسلمانوں کو سوچنے کا موقعہ ہی نہیں دے رہی تھیں اس لئے کئی ایک تشنگان ہدایت راہنمائی حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ نوجوان بڑی بے تابی سے آپ کے ارشادات عالیہ کے منتظر ہیں آپ نے اپنا شہرۂ آفاق مضمون "اسلام اور قادیانیت" لکھا جس سے کئی ایک گتھیاں سلجھ گئیں۔ پنڈت جواہر لعل نہرو اس مضمون کے بعض حصوں کو نہ سمجھ سکے۔ چنانچہ انہوں نے ماڈرن ریویو کلکتہ میں مذکورہ مضمون پر تنقید لکھی۔ جس کا جواب حضرت اقبال نے اسلام اور احمدیت کے عنوان سے تحریر فرمایا جس میں آپ نے واضح طور پر لکھا۔ کہ احمدی اسلام اور انڈیا دونوں کے غدار ہیں: اس کی اشاعت سے دلوں کے بچے کھچے شکوک بھی رفع ہوگئے

علامہ اقبال نے اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا کہ میرے نزدیک بہائیت، قادیانیت زیادہ مخلص ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر (قادیانیت) اسلام کے چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کیلئے مہلک ہے انہوں نے مزید فرمایا کہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بنیاد نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا۔ اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔ علامہ اقبال نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے۔ کہا ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ میرے خیال میں ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے۔ کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔

علامہ اقبال کی زندگی کے یہ چند ایک واقعات اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ختم نبوت پر مکمل یقین رکھتے تھے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ حکومت پاکستان جب کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔ اس گروہ کو مسلمانوں جیسے نام رکھنے اور مساجد سے مشابہ عبادت گاہیں تعمیر کرنے سے منع کرے۔ خلاف اسلام لٹریچر ضبط کیا جائے بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہیں مرتد اور واجب القتل قرار دیا جائے۔ حضرت اقبال فرماتے ہیں:

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

اس مضمون کی تیاری میں کتاب "حرف اقبال" مرتبہ لطیف شیروانی اور کتاب "ملفوظات اقبال" مرتبہ محمود نظامی سے مدد لی گئی ہے۔

بقیہ : الاستفتاء

اسلامی نصوص کو اپنے عقائد خبیثہ پر چسپاں کرتا ہو۔ اس کی حالت کافر اور مرتد سے بھی بدتر ہے۔ کہ کافر اور مرتد کی توبہ بالاتفاق قابل قبول ہے۔ مگر بقول شامی زندیق کا نہ اسلام معتبر ہے، نہ کلمہ نہ اس کی توبہ ہی قابل التفات ہے۔ الا یہ کہ وہ اپنے تمام عقائد خبیثہ سے برات کا اعلان کرے۔

ان اصول کی روشنی میں زیر بحث فرد یا جماعت کی حیثیت اور ان سے اقتصادی و معاشی اور معاشرتی و سیاسی مقاطعہ (یا مکمل سوشل بائیکاٹ) کا شرعی حکم بالکل واضح ہو جاتا ہے

کتبہ

ولی حسن ٹونکی عفو اللہ لہ

دار الافتاء، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، نیو ٹاؤن کراچی ۵

۹ شعبان المعظم ۱۳۹۴ھ ۲۸ اگست ۱۹۷۴ء

الاستفتاء

حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین وفقہم اللہ للصواب حسب ذیل مسئلہ میں :۔

(۱) کوئی شخص یا جماعت کہ مدعی نبوت کاذب پر ایمان لانے کی وجہ سے باتفاق امت دائرۂ اسلام سے خارج ہو۔ اور ان کا کفر یقینی اور شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ اس کے علاوہ ان میں حسب ذیل وجوہ بھی موجود ہوں۔

(۲) وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہوں۔ اور تمام عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں

(۳) مسلمانوں کو جانی و مالی ہر طرح کی ایذاء پہنچانے میں تا مقدور کوتاہی نہ کرتے ہوں۔

(۴) ان کی مادی قوت اور مالی وسائل میں روز افزوں ترقی کا تمام تر انحصار مسلمانوں کے استحصال پر ہو۔ ان کے کارخانے اور انڈسٹریاں مسلمانوں کے ذریعہ چلتی ہوں اور اسلامی ملک کے تمام کلیدی مناصب پر فائز اور معاشی وسائل پر قابض ہونے کی کوششیں کر رہے ہوں۔

(۵) ان کی سیاسی و عسکری تنظیمیں موجود ہوں۔ اور ان کی زیر زمین سرگرمیاں تمام ملت اسلامیہ کے لئے بین الاقوامی سطح پر عظیم خطرہ ہوں

(۶) دشمن اسلام بیرونی طاقتوں یہودی اور مسیحی حکومتوں اور ہندوستان کی اسلام دشمن حکومت سے ان کے قومی روابط ہوں۔ الغرض مسلمانوں کے لئے دینی، سیاسی، معاشی، اقتصادی اور معاشرتی اعتبار سے ان کا طرز عمل سنگین خطرات کا باعث ہو بلکہ ان کی وجہ سے ایک اسلامی مملکت کو بغاوت و انقلاب کے خطرات تک لاحق ہوں۔

(۷) حکومت یا حکومت کی سطح پر یہ توقع نہ ہو۔ کہ اس فتنہ سے ملک و ملت کو بچانے کی کوئی تدبیر کی جائے گی۔ اور یہ امید نہ ہو۔ کہ جس شرعی سزا کے وہ مستحق ہیں وہ ان پر جاری ہو سکے گی اندریں حالات بے بس مسلمانوں کو اس فتنہ کی روک تھام کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ اور اس سلسلے میں شرعی طور پر ان پر کیا فریضہ عائد ہوتا ہے! کیا ان حالات میں اس جماعت یا فرد کی بڑھتی ہوئی جارحیت پر قدغن لگانے کے لئے حسب ذیل امور کے جواز یا وجوب کی شرعاً کوئی صورت ہے۔ کہ :۔

الف : امت مسلمہ اس فرد یا جماعت کے ساتھ برادرانہ تعلقات منقطع کرے۔

ب ان سے سلام و کلام۔ میل جول، نشست و برخاست شادی و غمی میں شرکت نہ کی جائے۔ بلکہ معاشرتی سطح پر ان سے مکمل طور پر قطع تعلق کر لیا جائے۔

ج ان سے تجارت، لین دین اور خرید و فروخت کی جائے یا نہیں۔

د ان کے کارخانوں، فیکٹریوں سے مال خریدا جائے۔ یا ان کا مکمل اقتصادی مقاطعہ کیا جائے۔

(ھ) ان کی تعلیم گاہوں، ہوٹلوں، ریسٹورانوں میں جانا جائز ہے یا نہیں

(و) ان سے روا داری برتی جائے یا نہیں

(ز) ان کے کارخانوں اور فیکٹریوں کی مصنوعات استعمال کی جائیں یا نہیں؟ غرض ان سے مکمل سوشل بائیکاٹ یا مقاطعہ کرنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ کیا تمام مسلمانوں کو بھی شرعاً یہ حق حاصل ہے۔ کہ انہیں راہ راست پہ لانے کے لئے ان کا بائیکاٹ کریں۔ جبکہ اس کے سوا کوئی چارۂ اصلاح موجود نہ ہو۔

افتونا ماجورین واللہ سبحانہ یجزلکم الاجر والثواب وھوالمسئول اللھم للحق والصواب

المستفتی ۔ مجلس عمل کراچی۔

الجواب واللہ الھادی للصواب

بلاشبہ قرآن کریم کی وحی قطعی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ قطعیہ اور امت محمدیہ کے قطعی اجماع سے ثابت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نبوت کا مدعی کافر اور دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے۔ اور جو شخص اس مدعی نبوت کی تصدیق کرے اور اسے مقتدا و پیشوا مانے وہ بھی کافر اور مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کفر اور ارتداد کے ساتھ اگر اس میں وجوہ مذکورہ فی السوال میں سے ایک وجہ بھی موجود ہو تو قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور فقہ اسلامی کے مطابق وہ اسلامی اخوت اور اسلامی ہمدردی کا ہرگز مستحق نہیں۔ مسلمانوں پر واجب ہے۔ کہ اس کے ساتھ سلام وکلام نشست و برخاست اور لین دین وغیرہ تمام تعلقات ختم کر دیں۔ کوئی ایسا تعلق یا رابطہ اس سے قائم کرنا۔ جس سے اس کی عزت و احترام کا پہلو نکلتا ہو۔ یا اس کو قوت و آسائش حاصل ہوتی ہو۔ جائز نہیں۔ کفار محاربین، اور اعداء اسلام سے ترک موالات کے بارے میں قرآن حکیم کی بے شمار آیات موجود ہیں اسی طرح احادیث نبویہ اور فقہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

یہ واضح رہے۔ کہ کفار محاربین جو مسلمانوں سے برسرپیکار ہوں۔ انہیں ایذاء پہنچاتے ہوں۔ اسلامی اصطلاحات کو مسخ کر کے اسلام کا مذاق اڑاتے ہوں۔ اور مار آستین بن کر مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے کے درپے ہوں۔ اسلام ان کے ساتھ سختی سے سخت معاملہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ روا داری کی ان کافروں سے اجازت دی گئی ہے۔ جو محارب اور موذی نہ ہوں۔ ورنہ کفار محاربین سے سخت معاملہ کرنے کا حکم ہے۔ علاوہ ازیں بسا اوقات اگر مسلمانوں سے کوئی قابل نفرت گناہ سرزد ہو جائے۔ تو بطور تعزیر و تادیب ان کے ساتھ ترک تعلق۔ اور سلام وکلام و نشست و برخاست ترک کرنے کا حکم شریعت مطہرہ اور سنت نبوی میں موجود ہے چہ جائے کہ کفار محاربین کے ساتھ ــــــ اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان فتنہ پرداز مرتدین پر من بدل دینہ فاقتلوہ کی شرعی تعزیر نافذ کر کے اس فتنہ کا قلع قمع کرے۔ اور اسلام اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کی یورش سے بچائے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے فتنہ پرداز موذیوں اور مرتدوں سے جو سلوک کیا وہ کسی سے مخفی نہیں اور بعد کے خلفاء اور سلاطین اسلام نے بھی کبھی اس فریضہ سے غفلت اور تساہل پسندی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ لیکن اگر مسلمان حکومت اس قسم کے لوگوں کو سزا دینے میں کوتاہی کرے۔ یا اس سے توقع نہ ہو تو خود مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ بحیثیت جماعت اس قسم کی سزا کا فیصلہ کریں جو ان کے دائرہ اختیار میں ہو۔ الغرض ارتداد، محاربت، بغاوت شرارت، نفاق، ایذاء، مسلمانوں کے ساتھ سازش، یہود و نصاریٰ و ہنود کے ساتھ ساز باز۔ ان سب وجوہ کے جمع ہو جانے سے بلاشبہ مذکورہ فی السوال فرد یا جماعت کے ساتھ مقاطعہ یا بائیکاٹ نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے اگر مسلمانوں کی جماعت بحیثیت اجتماعی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے مقاطعہ یا بائیکاٹ جیسے ہلکے سے اقدام سے بھی کوتاہی

کرے گی۔ تو وہ عند اللہ مسئول ہوگی۔

یہ مقاطعہ یا بائیکاٹ ظلم نہیں بلکہ اسلامی عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی محاربت اور ایذاء رسانی سے محفوظ کیا جائے۔ اور ان کی اجتماعیت کو ارتداد و نفاق کے دست برد سے بچایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خود ان محاربین کے لئے بھی اس میں یہ حکمت مضمر ہے۔ کہ وہ اس سزا یا تادیب سے متاثر ہوکر اصلاح پذیر ہوں۔ اور کفر و نفاق کو چھوڑ کر صحیح ایمان و اسلام قبول کریں۔ اس طرح آخرت کے عذاب اور ابدی جہنم سے ان کو نجات مل جائے ورنہ اگر مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ ان کے خلاف کوئی تادیبی اقدام نہ کرے۔ تو وہ اپنی موجودہ حالت کو مستحسن سمجھ کر اس پر مصر رہیں گے۔ اور اس طرح ابدی عذاب کے مستحق ہوں گے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچ کر ابتداءً یہی طریقہ اختیار فرمایا تھا۔ کہ کفار مکہ کے قافلوں پر حملہ کرکے ان کے اموال پر قبضہ کیا جائے۔ تاکہ مال اور ثروت سے ان کو جو قوت و شوکت حاصل ہے۔ وہ ختم ہو جائے۔ جس کے بل بوتے پر وہ مسلمانوں کو ایذاء پہنچاتے ہیں۔ اور مقابلہ کرتے ہیں اور مختلف سازشیں کرتے ہیں، قتل نفس اور جہاد بالسیف کے حکم سے پہلے مقاطعہ اور دشمنوں کو اقتصادی طور پر مفلوج کرنے کی یہ تدبیر اس لئے اختیار کی گئی تھی۔ تاکہ اس سے ان کی جنگی صلاحیت ختم ہو جائے۔ اور وہ اسلام کے مقابلہ میں آکر کفر کی موت نہ مریں۔ گویا اس اقدام کا مقصد یہ تھا کہ ان کے اموال پر قبضہ کرکے ان کی جانوں کو بچایا جائے۔ کیونکہ اموال پر قبضہ ان کی جان لینے سے زیادہ بہتر تھا۔ علاوہ ازیں اس تدبیر میں یہ حکمت و مصلحت بھی تھی۔ کہ کفار مکہ کے لئے غور و فکر کا ایک اور موقعہ فراہم کیا جائے۔ تاکہ وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوکر ابدی نعمتوں کے مستحق بن سکیں۔ اور عذاب اخروی سے نجات پا سکیں۔ لیکن جب اس تدبیر سے کفار اور مشرکین کے عناد کی اصلاح نہ ہوئی۔ تو ان کے شر و فساد سے زمین کو پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جہاد بالسیف کا حکم دیدیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قریش کے تجارتی قافلہ کی بجائے ان کی عسکری تنظیم سے مسلمانوں کا مقابلہ کرا دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی تدبیر سے امت مسلمہ کو یہ ہدایت ضرور ملتی ہے کہ خاص قسم کے حالات میں جہاد بالسیف پر عمل نہ ہو سکے تو اس سے اقل درجہ کا اقدام یہ ہے۔ کہ کفار محاربین سے نہ صرف اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے۔ بلکہ ان کے اموال پر قبضہ تک کیا جا سکتا ہے۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ عام مسلمان نہ تو جہاد بالسیف پر قادر ہیں نہ انہیں اموال پر قبضہ کی اجازت ہے۔ اندریں صورت ان کے اختیار میں جو چیز ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ان موذی کافروں سے ہر قسم کے تعلقات ختم کرکے ان کو معاشرہ سے جدا کر دیا جائے۔

بدن انسانی کا جو حصہ اس درجہ سڑ گل جائے کہ اس کی وجہ سے تمام بدن کو نقصان کا خطرہ لاحق ہو۔ اور جان خطرہ میں ہو۔ تو اس ناسور کو جسم کے پیوستہ رکھنا دانشمندی نہیں۔ بلکہ اسے کاٹ دینا ہی عین مصلحت و حکمت ہے۔ تمام عقلاء اور حکماء و اطباء کا اسی پر عمل اور اتفاق ہے۔ اور پھر جب یہ موذی کفار مسلمانوں کا خون چوس چوس کر پل رہے ہیں۔ اور طاقتور ہوکر مسلمانوں ہی کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش کر رہے ہوں۔ تو ان سے خرید و فروخت اور لین دین میں مکمل مقاطعہ کرنا۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کے وجود و بقاء کے لئے ایک ناگزیر ملی فریضہ بن جاتا ہے۔ آج بھی اس متمدن دنیا میں مقاطعہ یا اقتصادی ناکہ بندی کو ایک اہم دفاعی مورچہ سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کو سیاسی حربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے یہ کوئی سیاسی حربہ نہیں۔ بلکہ اسوۂ نبی، سنت رسول اور ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے۔ اسلام کی غیرت ایک لمحہ کے لئے یہ برداشت نہیں کرتی۔ کہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں سے کسی نوعیت کا کوئی تعلق اور رابطہ باقی رکھا جائے۔ اب ہم آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور فقہاء امت اسلامیہ کے وہ نقول پیش کرتے ہیں۔ جن سے اس مقاطعہ کا حکم واضح ہوتا ہے۔

وَإِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ (الآیۃ)
(سورہ نساء۔ آیت ۱۳۹)

اور جب سنو تم کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے۔ اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کرو۔

ردِ قادیانیت

واذا رأیت الذین یخوضون فی اٰیاتنا فاعرض عنھم (الاٰیۃ ۔ سورہ الانعام ۶۸)

(جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو مذاق اڑاتے ہیں ہماری آیتوں کا تو ان سے کنارہ کشی اختیار کرو۔

اس ایت کے ذیل میں حافظ الحدیث امام ابوبکر الجصاص الرازی لکھتے ہیں۔

وھٰذا یدل علی ان علینا ترك مجالسۃ الملحدین وسائر الکفار لاظھارھم الکفر والشرك ومالایجوز علی اللہ تعالیٰ اذا لم یکن انکارہٗ (احکام القرآن ج۳ ص۱۲ طبع استنبول)

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہم مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ملاحدہ اور سارے کافروں پر ان کے کفر اور شرک اور اللہ تعالےٰ پر ناجائز باتیں کہنے کی روک نہ کرسکیں تو ان کے ساتھ نشست و برخاست ترک کردیں

(۳) یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء (المائدہ: ۵۱)

اے ایمان والو! تم یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ۔

امام ابوبکر الجصاص لکھتے ہیں۔

وفی ھٰذہ الاٰیۃ دلالۃ علی ان الکافر لا یکون ولیًّا للمسلمین لافی التصرف ولا فی النصرۃ وتدل علیٰ وجوب البراءۃ من الکفار والعداوۃ لھم لان الولایۃ ضد العداوۃ فاذا امرنا بمعاداۃ الیھود والنصاریٰ لکفرھم فغیرھم من الکفار بمنزلتھم والکفر ملۃ واحدۃ (احکام القرآن ص۴۴۴ ج۲)

اس آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ کافر مسلمانوں کا ولی (دوست) نہیں ہو سکتا۔ نہ تو معاملات میں اور نہ امداد و تعاون میں اور اس سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ کافروں سے برأت اختیار کرنا اور ان سے عداوت رکھنا واجب ہے۔ کیونکہ ولایت، عداوت کی ضد ہے۔ اور جب ہم کو یہود و نصاریٰ سے ان کے کفر کی وجہ سے عداوت رکھنے کا حکم ہے۔ تو دوسرے کافر بھی ان ہی کے حکم میں ہیں سارے کافر ایک ہی ملت ہیں۔

(۴) سورہ ممتحنہ کا تو موضوع ہی "کفار" سے قطع تعلق کی تاکید ہے۔ اس سورت میں بہت سختی کے ساتھ کفار کی دوستی اور تعلق سے ممانعت کی گئی ہے۔ اگرچہ رشتہ دار، قرابت دار ہوں۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارے یہ رشتے کام نہیں آئیں گے۔ اور یہ کہ جو لوگ آئندہ کفار سے دوستی اور تعلق رکھیں گے۔ وہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے اور ظالم شمار ہوں گے۔

(۵) لاتجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادّون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم (الاٰیۃ المجادلہ ع۳ ۲۱)

تم نہ پاؤ گے کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں۔ اللہ پر اور آخرت پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ وہ ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں یا خاندان والے ہوں۔

آگے چل کر ان آیت کریمہ میں ان مسلمانوں کو، جو باوجود قرابتداری کے محارب کافروں سے دوستانہ تعلقات ختم کر دیتے ہیں۔ سچے مؤمن کہا گیا ہے۔ انہیں جنت و رضوان الہٰی کی بشارت سنا دی گئی ہے۔ اور ان کو "حزب اللہ" کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔ جس سے واضح ہوجاتا ہے۔ کہ خدا و رسول کے دشمن، موذی کافروں سے تعلقات رکھنا ان سے گھل مل کر رہنا۔ اور انہیں کسی قسم کی تقویت پہنچانا کسی مؤمن کا کام نہیں ہو سکتا۔ بطور مثال ان چند آیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ بے شمار آیات کریمہ اس موضوع کی موجود ہیں۔ اب چند احادیث نبویہ ملاحظ ہوں۔

(۱) جامع ترمذی کی ایک حدیث جو سمرہ بن جندب سے مروی ہے۔ حکم دیا گیا ہے۔ کہ مشرکوں اور کافروں کے ساتھ ایک جگہ سکونت بھی اختیار نہ کرو۔ ورنہ مسلمان بھی کافروں جیسے ہوں گے۔ (باب فی کراہیۃ المقام بین اظہر المشرکین ص۱۹۳ ج ۱)

(۲) نیز ترمذی کی ایک حدیث میں جو جریر بن عبداللہ البجلی سے مروی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:- انا بریء من کل مسلم یقیم بین اظھر المشرکین۔ یعنے آپ نے اظہار برأت فرمایا۔ اس مسلمان سے جو محارب کافروں میں سکونت پذیر ہو۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

(۳) صحیح بخاری کی ایک حدیث میں قبیلہ عکل اور عرینہ کے آٹھ نو اشخاص کا ذکر ہے جو مرتد ہو گئے تھے۔ ان کے گرفتار ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان

رد قادیانیت

کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اور ان کی آنکھوں میں گرم کر کے لوہے کی کیلیں پھیر دی جائیں گی۔ اور ان کو مدینہ طیبہ کے کالے کالے پتھروں پر دھوپ میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ یہ لوگ پانی مانگتے تھے۔ لیکن پانی نہیں دیا جاتا تھا صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں۔ یستقون فلا یسقون اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں۔ حتی ان احدہم یکدم بفیہ الارض کہ وہ پیاس کے مارے زمین چاٹتے تھے۔ مگر انہیں پانی دینے کی اجازت نہ تھی۔ امام نووی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

ان المحارب المرتد لاحرمۃ له فی سقی الماء ولا غیرہ ویدل علیه ان من لیس معه ماء الا للطهارۃ لیس له ان یسقیه المرتد ویتیمم بل یستعمله ویموت المرتد عطشا

اس سے یہ معلوم ہوا کہ محارب مرتد کا پانی وغیرہ پلانے میں کوئی احترام نہیں چنانچہ جس شخص کے پاس صرف وضو کے لئے پانی ہو تو اس کو اجازت نہیں ہے۔ کہ پانی مرتد کو پلا کر تیمم کرے بلکہ اس کے لئے حکم ہے۔ کہ پانی مرتد کو نہ پلائے۔ اگرچہ وہ پیاس سے مر جائے بلکہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

(فتح الباری ص۲۹۳ ج۱)

(۴) غزوہ تبوک میں تین کبار صحابہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ واقفی بدری اور مرارہ بن ربیع بدری عمری کو غزوہ میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے سخت سزا دی گئی۔ آسمانی فیصلہ ہوا۔ کہ ان تینوں سے تعلقات ختم کرلئے جائیں۔ ان سے مقاطعہ کیا جائے کوئی شخص ان سے سلام کلام نہ کرے۔ حتی کہ ان کی بیویوں کو بھی حکم دیا گیا کہ وہ بھی ان سے علیحدہ ہو جائیں اور ان کے لئے کھانا بھی نہ پکائیں۔ یہ حضرات روتے روتے نڈھال ہو گئے۔ اور حق تعالیٰ کی وسیع زمین ان پر تنگ ہو گئی۔ وحی قرآنی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت وضاقت علیهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من الله الا الیه۔

اور ان تینوں پر (بھی توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین ان پر باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی۔ اور وہ خود اپنی جانوں سے تنگ آ گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اسی طرف کے

پورے پچاس دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور معافی ہو گئی۔ قاضی ابوبکر بن العربی لکھتے ہیں۔

وفیه دلیل علی ان للامام ان یعاقب المذنب بتحریم کلامه علی الناس ادباله وعلی تحریم اهله علیه

(احکام القرآن لابن العربی ص۱۰۱۳ ج۲)

اس قصہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ امام کو حق حاصل ہے کہ کسی گنہگار کی تادیب کے لئے لوگوں کو اس سے بول چال کی ممانعت کر دے۔ اور اس کی بیوی کو بھی اس کے لئے ممنوع ٹھہرا دے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری (۸ – ۹۴) میں لکھتے ہیں۔

وفیه ترك السلام علی من اذنب وجواز هجرہ اکثر من ثلاث

اس سے ثابت ہوا کہ گنہگار کو سلام نہ کہا جائے اور یہ کہ اس سے قطع تعلق تین روز سے زیادہ بھی جائز ہے۔

بہرحال کعب بن مالک اور ان کے رفقاء کا یہ واقعہ قرآن کریم کی سورۂ توبہ میں مذکور ہے۔ اور اس کی تفصیل صحیح بخاری صحیح مسلم اور تمام صحاح ستہ میں موجود ہے۔

امام داؤد نے اپنی کتاب سنن ابی داؤد میں کتاب السنۃ کے عنوان کے تحت متعدد ابواب قائم کئے ہیں۔

الف: باب مجانبۃ اهل الاهواء (اہل اہواء باطل پرستوں سے کنارہ کشی کرنے اور بغض رکھنے کا بیان۔

ب: باب ترك السلام علی اهل الاهواء (اہل اہواء سے ترک سلام و کلام کا بیان)

سنن ابی داؤد میں حدیث ہے۔ کہ عمار بن یاسر نے خلوق (زعفران) لگایا تھا۔ آپ نے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ غور فرمائیے۔ کہ معمولی خلاف سنت بات پر جب یہ سزا دی گئی تو ایک مرتد موذی اور کافر محارب سے بات چیت، سلام و کلام اور لین دین کی اجازت کب ہو سکتی ہے؟ امام خطابی معالم السنن (۴–۲۹۶) میں حدیث کعب کے سلسلے میں تصریح فرماتے ہیں۔ "مسلمانوں کے ساتھ بھی ترک تعلق اگر دین کی وجہ سے ہو تو بلاقید ایام کیا جا سکتا ہے۔ جب تک توبہ نہ کریں:

۵ مسند احمد و سنن ابی داؤد میں ابن عمرؓ سے روایت

ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

القدریۃ مجوس ھذا الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم — تقدیر کا انکار کرنے والے اس امت کے مجوسی ہیں اگر بیمار ہوں تو عیادت نہ کرو۔ اور اگر جائیں تو جنازے پر نہ جاؤ۔

(۶) ایک اور حدیث میں ہے۔

لا تجالسوا اھل القدر ولا تفاتحوھم — منکرین تقدیر کے ساتھ نشست وبرخاست رکھو اور نہ ان سے گفتگو کرو۔

(۷) سنن کبریٰ للبیہقی (۹۔ ۸۵) میں حضرت علیؓ سے روایت ہے

أمرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن اغور ماء أبار بدر — جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ بدر کے کنوؤں کا پانی خشک کر دو۔

ایک اور روایت میں ہے۔

ان یغورا لمیاہ کلھا غیر ماء واحد نلقی القوم علیہ — کہ سوائے ایک کنویں کے جو بوقت جنگ ہمارے کام آئے گا۔ باقی سب کنویں خشک کر دیئے جائیں گے

(۸) صحیح بخاری (۲۔ ۱۰۲۳) میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس چند بد دین زندیق لائے گئے۔ تو آپ نے انہیں آگ میں جلا دیا۔ حضرت ابن عباس کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا: اگر میں ہوتا تو انہیں جلاتا نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سزا مت دو۔ بلکہ میں انہیں قتل کرتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من بدل دینہ فاقتلوہ — جو شخص مرتد ہو جائے اسے قتل کرو

(۹)۔ صحیح بخاری (۱۔ ۴۲۳) میں صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ رات کی تاریکی میں مشرکین پر حملہ ہوتا ہے۔ تو عورتیں اور بچے بھی زد میں آجاتے ہیں فرمایا وہ بھی انہی میں شامل ہیں۔۔

بہرحال یہ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔ عہد نبوت کے بعد عہد خلافت راشدہ میں بھی اسی طرز عمل کا ثبوت ملتا ہے۔ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اعلان جہاد کرنا بخاری ومسلم میں موجود ہے۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور ان کے پیروؤں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا۔ اس سے حدیث و سیر کا معمولی طالب علم بھی واقف ہے۔ عہد فاروقی میں ایک شخص صبیغ عراقی قرآن کریم کی آیات کے ایسے معانی بیان کرتا تھا۔ جن میں ہوائے نفس کا دخل تھا۔ اور ان سے مسلمانوں کے عقائد میں تشکیک کا راستہ کھلتا تھا۔ یہ شخص فوج میں تھا۔ جب عراق سے مصر گیا۔ اور حضرت عمرو بن العاص گورنر مصر کو اس کی اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ بھیجا اور صورت حال لکھی۔ حضرت عمرؓ نے نہ اس کا مؤقف سنا۔ نہ دلائل۔ بحث و مباحثہ میں وقت ضائع کئے بغیر اس کا 'علاج بالجدید' ضروری سمجھا۔ فوراً کھجور کی تازہ شاخیں منگوائیں۔ اور خود اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر بے تحاشہ مارنے لگے۔ اتنا مارا کہ خون بہنے لگا۔ وہ چیخ اٹھا۔ امیر المؤمنین! آپ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں۔ تو مہربانی کیجئے تلوار لے کر میرا قصہ پاک کر دیجئے اور اگر صرف میرے دماغ کا خناس نکالنا مقصود ہے۔ تو آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اب وہ بھوت نکل چکا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اسے چھوڑ دیا۔ اور چند دن مدینہ رکھ کر اسے عراق بھیج دیا۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ ان لا یجالسہ احد من المسلمین کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے۔ اس مقاطعہ سے اس شخص پر عرصۂ حیات تنگ ہوگیا۔ تو حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اب اس کی حالت ٹھیک ہوگئی ہے۔ تب حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دی۔

(مسند دارمی ص ۳۱)

اب فقہ کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں،

(۱) علامہ دردیر مالکی "شرح کبیر" میں باغیوں کے احکام میں لکھتے ہیں:۔

وقطع المیرۃ والماء عنھم — ان کا کھانا پینا بند کر دیا جائے۔ الآیہ

الا ان یکون فیھم نسوۃ وذراری (۴۔ ۲۹۹) — یہ ان میں عورتیں اور بچے ہوں۔

(۲) کوئی قاتل اگر حرم مکہ میں پناہ گزیں ہو جائے۔ اس سلسلہ

ردِّ قادیانیت

میں ابوبکر الجصاص لکھتے ہیں :

قال ابوحنیفة وابویوسف ومحمد وزفر والحسن بن زیاد : اذا قتل فی غیر الحرم ثم دخل الحرم لم یقتص منه مادام فیه ولکنه لا یبایع ولا یؤاکل الی ان یخرج من الحرم۔

(احکام القرآن ۲-۲۱)

امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد زفر اور حسن بن زیاد کا قول ہے۔ کہ جب حرم سے باہر قتل کر کے حرم میں داخل ہو۔ تو جب تک حرم میں ہے اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن نہ اس کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی جائے نہ اس کو کھانا دیا جائے یہاں تک کہ وہ حرم سے نکلنے پر مجبور ہو جائے۔

(۳) "در مختار" میں ہے :-

وافتی الناصحی بوجوب قتل کل موذ وفی شرح الوھبانیة "ویکون بالنفی عن البلد وبالھجوم علی بیت المفسدین وبالإخراج عن الدار وبھدمھا

(۳-۲۳۱)

ناصحی نے فتویٰ دیا ہے کہ ہر موذی کا قتل واجب ہے۔ اور "شرح وہبانیہ" میں ہے۔ کہ تعزیر یوں بھی ہو سکتی ہے۔ کہ شہر بدر کر دیا جائے اور ان کے مکان کا گھیراؤ کیا جائے۔ انہیں مکان سے نکال باہر کیا جائے اور مکان ڈھا دیا جائے۔

(۴) ابن عابدین الشامی "رد محتار" (۳-۲۷۲) میں لکھتے ہیں۔

قال فی احکام السیاسة : "وفی المنتقی": واذا سمع فی دار ہ صوت المزامیر فادخل علیه لانه لما اسمع الصوت فقد اسقط حرمة الدار وفی حدود "البزازیة" وغصب "النھایة" وجنایة الدرایة. ذکر الصدر الشھید عن اصحابنا انه یھدم البیت علی من اعتاد الفسوق وانواع الفساد فی دار ہ حتی لا باس بالھجوم علی بیت المفسدین وھجم عمر علی نائحة فی منزلھا وضربھا بالدرة حتی سقط خمارھا فقیل له فیه، فقال : لا حرمة لھا بعد اشتغالھا بالمحرم والتحقت بالاماء ...... وعن عمر رضی الله عنه انه احرق بیت الخمار وعن الصفار الزاھد الامر بتخریب دار الفاسق

احکام السیاسۃ میں "المنتقیٰ" سے نقل نقل کیا ہے۔ کہ جب کسی کے گھر سے گانے بجانے کی آواز سنائی دے تو اس میں داخل ہو جاؤ کیونکہ جب اس نے یہ آواز سنائی تو اپنے گھر کی حرمت کو خود ساقط کر دیا۔ اور بزازیہ کی کتاب الحدود نہایہ کے باب الغضب اور درایہ کی کتاب الجنایات میں لکھا ہے۔ کہ صدر الشہید نے ہمارے اصحاب سے نقل کیا ہے کہ جو شخص فسق و بدکاری اور مختلف قسم کے فساد کا عادی ہو۔ ایسے شخص پر اس کا مکان گرا دیا جائے حتیٰ کہ مفسدین کے گھر میں گھس جانے میں بھی مضائقہ نہیں۔ ... حضرت عمرؓ ایک نوحہ گر عورت کے گھر میں گھس آئے۔ اور اس کے ایسا درہ مارا کہ اس کے سر سے چادر اتر گئی اور اپنے طرزِ عمل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حرام میں مشغول ہونے کے بعد اس کی کوئی حرمت نہیں رہی۔ اور یہ لونڈیوں کی صف میں شامل ہو گئی۔ حضرت عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے۔ کہ آپ نے ایک شرابی کے مکان کو آگ لگا دی تھی۔ صفار زاہد کہتے ہیں کہ فاسق کا مکان گرا دینے کا حکم ہے

(۵) ملا علی قاری "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" (۴-۱۰۷) باب التعزیر میں لکھتے ہیں :-

وھذا تنصیص علی ان الضرب تعزیر یملکه الانسان وان لم یکن محتسبا وصرح فی "المنتقی" بذلك

اور یہ اس امر کی تصریح ہے کہ مارنا ایسی تعزیر ہے۔ جس کا انسان اختیار رکھتا ہے۔ خواہ محتسب نہ ہو۔ "المنتقیٰ" میں اس کی تصریح کی ہے۔

یاد رہے کہ اس قسم کے مقاطعہ کا تعلق درحقیقت "بغض فی اللہ" سے ہے۔ جس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "احب الاعمال الی اللہ" فرمایا ہے۔ (کما فی روایۃ ابی ذر کتاب السنۃ عند ابی داؤد)

"بغض فی اللہ" کے ذیل میں احیاء العلوم (۲-۱۹۷) بطور کلیہ لکھتے ہیں۔

الاول : الکافر، فالکافر ان کان محاربًا فھو یستحق القتل والارقاق ولیس بعد ھذین اھانة الثانی : المبتدع الذی یدعوا الی بدعته فان

اول کافر، پس کافر اگر حربی ہو تو اس بات کا مستحق ہے۔ کہ قتل کیا جائے یا غلام بنا لیا جائے۔ اور یہ ذلت اور اہانت کی آخری حد ہے۔ دوم صاحب بدعت جو اپنی بدعت کی دعوت دیتا ہو پس اگر بدعت حدِ کفر تک پہنچی ہوئی

كانت البدعة بحيث يكفر بها فامره أشد من الذمي لانه لا يقر بجزيه، ولا يسامح بعقد ذمة، وان كان ممن لا يكفر به فامره بينه وبين الله اخف من امر الكافر لا محالة ولكن الانكار عليه اشد منه على الكافر، لان شر الكافر غير متعد فان المسلمين اعتقدوا كفره فلا يلتفتون الى قوله

ہو تو اس کی حالت کافر ذمی سے بھی سخت تر ہے۔ کیونکہ نہ اس سے جزیہ لیا جا سکتا ہے۔ نہ اس کو ذمی کی حیثیت دی جا سکتی ہے۔ اور اگر بدعت ایسی نہیں جس کی وجہ سے اس کو کافر قرار دیا جائے تو عند اللہ تو اس کا معاملہ کافر سے لامحالہ اخف (ہلکا) ہے مگر کافر کی بہ نسبت اس پر نکیر زیادہ کی جائے گی۔ کیونکہ کافر کا شر متعدی نہیں اس لئے کہ مسلمان کافر کو کافر سمجھتے ہیں۔ لہذا اس کے قول کو لائق التفات ہی نہیں سمجھیں گے

"ردّ المحتار" (۳-۲۹۸) میں قرامطہ کے بارے میں لکھا ہے

ونقل عن المذاهب الأربعة انه لا يحل اقرارهم في ديار الاسلام بجزية ولا غيرها ولا تحل مناكحتهم ولا ذبائحهم ..... والحاصل انهم يصدق عليهم اسم الزنديق والمنافق والملحد۔ ولا يخفى أن اقرارهم بالشهادتين مع هذا الاعتقاد الخبيث لا يجعلهم في حكم المرتد لعدم التصديق ولا يصح إسلام احدهم ظاهرًا الا بشرط التبري عن جميع ما يخالف دين الاسلام۔ لانهم يدعون الاسلام ويقرون بالشهادتين وبعد الظفر بهم لا تقبل

مذاہب اربعہ سے منقول ہے کہ انہیں اسلامی ممالک میں ٹھہرانا جائز نہیں نہ جزیہ سے کر نہ بغیر جزیہ کے نہ ان سے شادی بیاہ جائز ہے۔ نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔۔۔ حاصل یہ کہ ان پر زندیق، منافق اور ملحد کا مفہوم پوری طرح صادق آتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس خبیث عقیدہ کے باوجود ان کا کلمہ پڑھنا انہیں مرتد کا حکم نہیں دیتا کیونکہ وہ تصدیق نہیں رکھتے اور ان کا ظاہری اسلام غیر معتبر ہے جب تک کہ ان تمام امور سے جو دین اسلام کے خلاف ہیں۔ براءت کا اظہار نہ کریں۔ کیونکہ وہ اسلام کا دعوٰی اور شہادتین کا اقرار تو پہلے سے کرتے ہیں۔ (مگر اس کے باوجود پکے بے ایمان اور کافر ہیں) اور

توبتهم اصلاً الخ

ایسے لوگ گرفت میں آ جائیں تو ان کی توبہ اصلاً قابل قبول نہیں۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب "معین الحکام" میں بسلسلہ تعزیر ایک مستقل فصل میں لکھا ہے۔

والتعزير لا يختص بفعل معين ولا قول معين. فقد عزّر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالهجر وذلك في حق الثلاثة الذين ذكرهم الله تعالى في القرآن العظيم فهُجروا خمسين يومًا، لا يكلمهم أحد، وقصتهم مشهورة في الصحاح، وعزّر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالنفي. فامر باخراج المخنّثين من المدينة ونفاهم. وكذٰلك الصحابة من بعده ونذكر من ذٰلك بعض ما وردت به السنة مما قال بعضه اصحابنا وبعضه خارج المذهب

فمنها: امر عمر بهجر صبيغ الذي كان يسأل عن الذاريات وغيرها، ويامر الناس بالتفقه في المشكلات من القرآن، فضربه ضربًا وجيعًا ونفاه الى البصرة او الكوفة وامر بهجره فكان لا يكلمه أحد حتى تاب وكتب عامل البلد الى عمر بن الخطاب رضي الله عنه يخبره بتوبته فاذن للناس في كلامه۔

ومنها: ان عمر رضي الله عنه حلق رأس نصير بن الحجاج ونفاه من المدينة لما شبّبت النساء به في الاشعار وخشي الفتنة۔

ومنها: ما فعله عليه الصلوٰة والسلام بالعرنيين

ومنها: ان ابا بكر استشار الصحابة في رجل ينكح كما تنكح المرأة فاشاروا بحرقه بالنار فكتب ابو بكر بذلك الى خالد بن الوليد ثم حرقهم عبد الله بن الزبير في خلافته. ثم حرقهم هشام بن عبد الملك

ومنها: أن ابا بكر رض عنه حرق جماعة من اهل الردة

ومنها: امره صلى الله عليه وسلم يوم خيبر بكسر القدور التي طبخ فيها لحم الحمر الاهلية ثم استاذنوه في غسلها فاذن لهم، فدل على جواز الامرين لان العقوبة بالكسر لم تكن واجبة۔

ومنها تحريق عمر المكان الذي يباع فيه الخمر
ومنها تحريق عمر قصر سعد بن أبي وقاص لما
احتجب فيه عن الرعية وصار يحكم في داره
ومنها: مصادرة عمر عماله بأخذ شطر أموالهم
وقسمتها بينهم وبين المسلمين.
ومنها: انه ضرب الذي زوّر على نقش خاتمه
وأخذ شيئا من بيت المال مائة ضربة في اليوم الثاني
مائة، ثم ضربه في اليوم الثالث مائة: وبه أخذ مالك
لان مذهبه التعزير يزاد على الحد.
ومنها: ان عمر رضي الله عنه لما وجد مع السائل
من الطعام فوق كفايته وهو يسأل. اخذ ما معه
واطعمه ابل الصدقة، وغير ذلك مما يكثر تعداده. و
هذه قضايا صحيحة معروفة الخ (ص-۲۳۱)

(ترجمہ)

اور تعزیر کسی معین فعل یا معین قول کے ساتھ مختص نہیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو، جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے (جن کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ذکر فرمایا ہے۔ مقاطعہ کی سزا دی تھی۔ چنانچہ پچاس دن تک ان سے مقاطعہ رہا۔ کوئی شخص ان سے بات نہیں کرسکتا تھا۔ ان کا مشہور قصہ صحاح میں موجود ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلا وطنی کی سزا بھی دی۔ چنانچہ مخنثوں کو مدینہ سے نکالنے کا حکم دیا۔ اور انہیں شہر بدر کر دیا۔ اسی طرح آپ کے بعد صحابہ کرام نے بھی مختلف تعزیرات جاری کیں۔ ہم ان میں سے بعض کو جو احادیث کی کتابوں میں وارد ہیں۔ یہاں ذکر کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے ہمارے اصحاب قائل ہیں۔ اور بعض پر دیگر آئمہ نے عمل کیا ہے

(۱) حضرت عمرؓ نے صبیغ نامی ایک شخص کو مقاطعہ کی سزا دی۔ یہ شخص "الذاریات" وغیرہ کی تفسیر پوچھا کرتا تھا۔ اور لوگوں کو فہمائش کیا کرتا تھا۔ کہ وہ مشکلات قرآن میں تفقہ پیدا کریں۔ حضرت عمرؓ نے اس کی سخت پٹائی کی۔ اور اسے بصرہ یا کوفہ جلا وطن کر دیا اور اس سے مقاطعہ کا حکم فرمایا۔ چنانچہ کوئی شخص اس سے بات تک نہیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ تائب ہوا۔ اور وہاں کے گورنر حضرت عمرؓ کو اس کے تائب ہونے کی خبر لکھ بھیجی تب آپ نے لوگوں کو اجازت دی کہ اس سے بات چیت کر سکتے ہیں۔

○ حضرت عمرؓ نے نصر بن حجاج کا سر منڈوا کر اسے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ جبکہ عورتوں نے اشعار میں اس کی تشبیب شروع کر دی تھی اور فتنہ کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرینہ کے افراد کو جو سزا دی (اس کا قصہ صحاح میں موجود ہے)

○ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جو بدفعلی کراتا تھا۔ صحابہ سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے مشورہ دیا کہ اسے آگ میں جلا دیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولید کو یہ حکم لکھ بھیجا۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زبیر اور ہشام بن عبدالملک نے بھی اپنے اپنے دور خلافت میں اس قماش کے لوگوں کو آگ میں ڈالا۔

○ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین کی ایک جماعت کو آگ میں ڈالا۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے مٹکے توڑنے اور اس کے مشکیزے پھاڑ دینے کا حکم فرمایا۔

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ان ہانڈیوں کو توڑنے کا حکم فرمایا۔ جن میں گدھوں کا گوشت پکایا گیا تھا پھر صحابہؓ نے آپ سے اجازت چاہی کہ انہیں دھو کر استعمال کیا جائے۔ تو آپ نے اجازت دیدی یہ واقعہ دونوں باتوں کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ہانڈیوں کو توڑ ڈالنے کی سزا واجب نہیں تھی۔

○ حضرت عمرؓ نے اس مکان کے جلا دینے کا حکم فرمایا جس میں شراب کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔

○ حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب رعیت سے الگ تھلگ رہ کر اپنے گھر ہی میں فیصلہ کرنا شروع کیا تو حضرت عمرؓ نے ان کا مکان جلا ڈالا۔

○ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کے مال کا ایک حصہ ضبط کر کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا

○ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کی مہر پر جعلی مہر بنوائی تھی

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

رد قادیانیت

اور بیت المال سے کوئی چیز لے لی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے سو درے لگائے۔ دوسرے دن پھر سو درّے لگائے اور تیسرے دن بھی سو درے لگائے۔ امام مالکؒ نے اسی کو لیا ہے۔ چنانچہ ان کا مسلک ہے۔ کہ تعزیر مقدار "حد" سے زائد بھی ہو سکتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ایک ایسا سائل دیکھا۔ جس کے پاس قدر کفایت سے زائد غلہ موجود تھا۔ اس کے باوجود وہ بھیک مانگتا پھر رہا تھا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کے پاس جو کچھ تھا۔ چھین کر صدقہ کے اونٹوں کو کھلا دیا۔

ان کے علاوہ اس نوعیت کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور یہ صحیح اور معروف فیصلے ہیں۔ سلسلہ اور شرح السیر الکبیر (۳-۷۵) میں ہے۔

ولا باس بان يبيع المسلمون من المشركين من الطعام والثياب وغير ذالك إلا السلاح والكراع والسبي. سواء دخلوا اليهم بامان أو بغير امان. لانهم يتقوّون بذلك على قتال المسلمين ولا يحل للمسلمين اكتساب سبب تقويتهم على قتال المسلمين وهذا المعنى لايوجد في سائر الامتعة ثم هذا الحُكم اذا لم يحاصروا حصنًا من حصونهم اما اذا حاصروا حصنًا من حصونهم ——————

حصونهم فلا ينبغي لهم ان يبيعوا من اهل الحصن طعامًا ولا شرابًا ولا سببًا يقويهم على المقام لانهم انما حاصروهم لينفذ طعامهم وشرابهم حتى يعطوا بايديهم ويخرجوا على حكم الله. ففي بيع الطعام وغيره منهم اكتساب ما يتقوون به على المقام في حصنهم بخلاف ما سبق فان اهل الحرب في دارهم يتمكنون من اكتساب ما يتقوون به على المقام لا بطريق الشراء من المسلمين واما اهل الحصن لا يتمكنون ذلك بعد ما احاط المسلمون بهم فلا يحل لاحد من المسلمين ان يبيعهم شيئًا من ذلك فمن فعله فعلم به الامام ادّبه على ذلك لارتكابه ما لا يحل۔

(ترجمہ)

اور کوئی مضائقہ نہیں کہ مسلمان کافروں کے ہاتھ غلہ اور کپڑا وغیرہ فروخت کریں۔ مگر جنگی سامان اور گھوڑے اور قیدی فروخت کرنے کی اجازت نہیں، خواہ وہ امن لے کر ان کے پاس نہ آئے ہوں۔ یا بغیر امان کے کیونکہ ان چیزوں کے ذریعہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان کو جنگی قوت حاصل ہو گی۔ اور مسلمانوں کے لئے ایسی کوئی چیز حلال نہیں جو مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کو تقویت پہنچانے کا سبب بنے۔ اور یہ علت دیگر سامان میں نہیں پائی جاتی پھر یہ حکم جب ہے۔ جبکہ مسلمانوں نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ نہ کیا ہوا ہو۔ لیکن جب انہوں نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ نہ کیا ہوا ہو۔ لیکن جب انہوں نے ان کے کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا ہو تو ان کے لئے مناسب نہیں کہ اہل قلعہ کے ہاتھ غلہ یا پانی یا کوئی ایسی چیز فروخت کریں۔ جو ان کے قلعہ بند رہنے میں ممد و معاون ثابت ہو۔ کیونکہ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ اسی لئے تو کیا ہے کہ ان کی رسد اور پانی ختم ہو جائے اور وہ اپنے کو مسلمانوں کے سپرد کر دیں اور اللہ تعالےٰ کے حکم پر باہر نکل آئیں پس ان کے ہاتھ غلہ وغیرہ بیچنا ان کے قلعہ بند رہنے میں تقویت کا موجب ہوگا۔ بخلاف گذشتہ بالا صورت کے کیونکہ اہل حرب اپنے ملک میں ایسی چیزیں حاصل کر سکتے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہاں قیام پذیر رہ سکیں انہیں مسلمانوں سے خریدنے کی ضرورت نہیں لیکن جو کافر کہ قلعہ بند ہوں اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا ہو وہ مسلمانوں کے علاوہ کسی سے ضروریات زندگی نہیں خرید سکتے لہٰذا کسی بھی مسلمان کو حلال نہیں کہ ان کے ہاتھ اس قسم کی کوئی چیز فروخت کرے۔ جو شخص ایسی حرکت کرے اور امام کو اس کا علم ہو جائے تو امام اسے تادیب اور سرزنش کرے۔ کیونکہ غیر حلال فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

مذکورہ بالا نصوص اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے حسب ذیل اصول و نتائج منقح ہو کر سامنے آ جاتے ہیں۔

○ کفار محاربین سے دوستانہ تعلقات ناجائز اور حرام ہیں۔ جو شخص ان سے ایسے روابط رکھے وہ گمراہ

ظالم اور مستحق عذاب الیم ہے۔

○ جو کافر مسلمانوں کے دین کا مذاق اڑاتے ہوں ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات نشست و برخاست وغیرہ بھی حرام ہے۔

○ جو کافر مسلمانوں سے برسرپیکار ہوں ان کے محلے میں ان کے ساتھ رہنا بھی ناجائز ہے۔

○ مرتد کو سختی سے سزا دینا ضروری ہے۔ اس کی کوئی انسانی حرمت نہیں یہاں تک کہ اگر پیاس سے جاں بلب ہو کر تڑپ رہا ہو۔ تب بھی اسے پانی نہ پلایا جائے۔

○ جو کافر مرتد اور باغی مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوں۔ ان سے خرید و فروخت اور لین دین جبکہ اس سے ان کو تقویت حاصل ہوتی ہو۔ جائز نہیں بلکہ ان کی اقتصادی ناکہ بندی کر کے ان کی جارحانہ قوت کو مفلوج کر دینا واجب ہے۔

○ مفسدوں سے اقتصادی مقاطعہ کرنا ظلم نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کا اہم ترین حکم اور اسوۂ رسول ہے۔

○ اقتصادی اور معاشرتی مقاطعہ کے علاوہ مرتدین موذیوں اور مفسدوں کو یہ سزائیں بھی دی جا سکتی ہیں۔ قتل کرنا، شہر بدر کرنا۔ ان کے گھروں کو ویران کرنا۔ ان پر ہجوم کرنا وغیرہ

○ اگر محارب کافروں اور مفسدوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کی عورتیں اور بچے بھی تبعاً اس کی زد میں آ جائیں تو اس کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ ہاں اصالۃً عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اٹھانا جائز نہیں۔

○ ان لوگوں کے خلاف مذکورہ بالا اقدامات کرنا دراصل اسلامی حکومت کا فرض ہے۔ لیکن اگر حکومت اس میں کوتاہی کرے تو خود مسلمان بھی ایسے اقدامات کر سکتے ہیں۔ جو ان کے دائرہ اختیار کے اندر ہوں اور ظاہر ہے۔ کہ عوام کے اختیار میں مکمل مقاطعہ ہی ایک ایسا اقدام ہے۔ جو مؤثر بھی ہے۔ اور پر امن بھی۔

○ مکمل مقاطعہ صرف کافروں اور مفسدوں سے ہی جائز نہیں بلکہ کسی سنگین نوعیت کے معاملہ میں ایک مسلمان کو بھی یہ سزا دی جا سکتی ہے۔

○ زندیق اور ملحد جو بظاہر اسلام کا کلمہ پڑھتا ہو مگر اندرونی طور پر خبیث عقائد رکھتا ہو۔ اور غلط تاویلات کے ذریعہ

باقی صفحہ ۲ پر

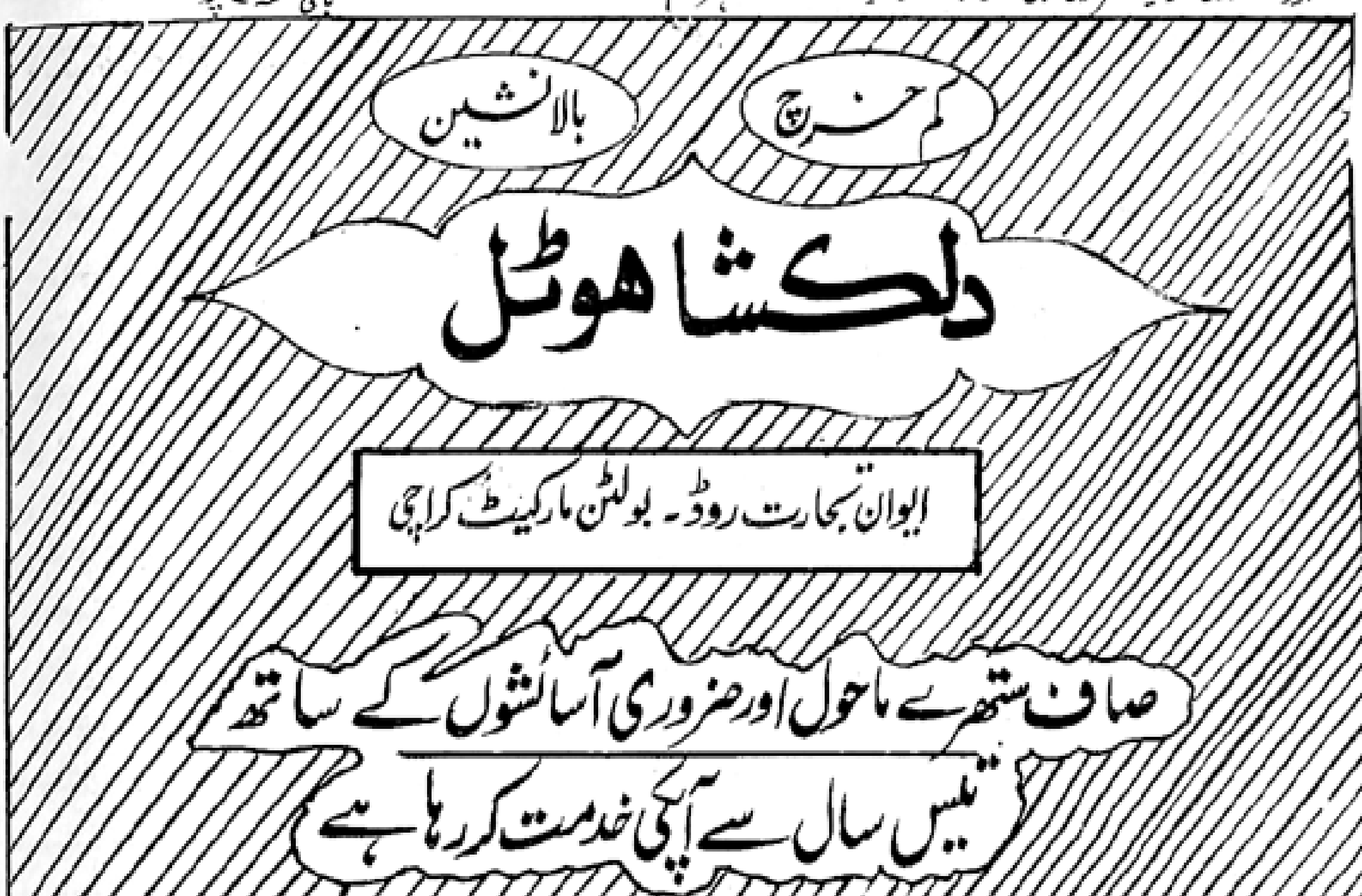

قادیانیت اسرائیلی عزائم کی تکمیل میں عالمی کردار ادا کر رہی ہے۔

چوہدری ظفر اللہ، ایم ایم احمد اور پروفیسر عبدالسلام کے پاکستانی پاسپورٹ ضبط کئے جائیں: سید عبد المجید ندیم

مجلس تحفظ حقوق اہل سنت والجماعت پاکستان کے سکریٹری جنرل سید عبد المجید ندیم نے اپنے حالیہ بیرونی دورے سے واپسی پر تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا۔ قادیانیت پورے عالم اسلام کے لئے خطرہ ہے اور یہ گروہ صیہونی لابی کا ہنجیدہ حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس اسرائیل میں پاکستان کا سفارت خانہ نہیں اسی اسرائیل میں قادیانیت کا نہایت حساس مشن کام کر رہا ہے۔ جس کا اعتراف چوہدری ظفر اللہ نے حالیہ دورۂ پاکستان میں کیا۔ سید عبد المجید ندیم نے کہا۔ قادیانی پاکستان کے دستور کی کھلی بغاوت کر رہے ہیں۔ کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں ایک کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے ایم ایم احمد قادیانی نے کہا کہ جس آئین نے ہمیں غیر مسلم قرار دیا وہ آئین اڑ چکا ہے۔ غیر مسلم قرار دینے والا پھانسی پر لٹک گیا ہے۔ اور اسلام آباد میں مسجد پر ہاتھ اٹھانے والا اسلم قریشی عبرت ناک انجام سے دوچار ہو چکا ہے۔ دنیا عنقریب احمدیت کی تاریخ ساز فتح کا دن دیکھنے والی ہے۔ ان باتوں سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ قادیانیوں کی سوچ کیا ہے یہ بات ناقابل فہم ہے۔ کہ خلاف اسلام اور خلاف پاکستان لٹریچر ربوہ پریس سے شائع ہو کر دنیا بھر میں تقسیم ہوتا ہے۔ سید عبد المجید ندیم نے مطالبہ کیا کہ ربوہ پریس کو قومی مفادات کے منافی لٹریچر کی اشاعت پر فوری ضبط کیا جائے۔

چوہدری ظفر اللہ۔ ایم ایم احمد اور پروفیسر عبد السلام کے پاکستانی پاسپورٹ ضبط کر لئے جائیں۔ اور ان کی پاکستانی شہریت ختم کی جائے۔

مجلس عمل کے مطالبات پوری قوم کی آواز ہیں۔ انہیں ٹال مٹول کی نذر نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اور مسئلہ ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی دی جائے گی۔ سید ندیم نے کہا۔ بیرونی دنیا کو حیرت ہے۔ کہ قادیانیت جیسے اسلام دشمن فتنہ کو پاکستان میں کیوں کر گوارا کیا جا رہا ہے۔ جس سے ہمارا ملکی وقار مجروح ہوتا ہے۔

مولانا محمد اقبال رنگونی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ہیں تو سب کچھ ہے۔

ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:-

"آج مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں روح صدیق رضہ پیدا کرو آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو پر کمینے اور ذلیل قسم کے انسان حملہ آور ہیں۔ یاد رکھو محمد رسول اللہ ہے تو خدا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو قرآن ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو دین ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔" (خطبات ص ۱۰۹)

آپ کی اس عشق رسالت میں ڈوبی ہوئی خطابت ہی سے متاثر ہو کر مولانا ظفر علی خان رح نے کہا تھا ؎

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری رح کے زمزمے۔
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول میں

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک اور موقع پر فرمایا تھا:-

"شاہ جی رح اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں"

مولانا داؤد غزنوی رح فرماتے ہیں:-

"بخاری مرحوم جیسا اسلام کا شیدائی دنیا میں پیدا ہونا مشکل ہے" (بحوالہ ہیں بڑے مسلمان ص ۹۲۸)

میں ذمہ دار ہوں۔

شاہ جی رح فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بھی تحریک ختم نبوت میں حصہ لے گا۔ اور شہید ہو جائے گا۔ میں نانا جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہوئے ان کی سفارش کرا دوں گا۔ اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جی رح کچھ ایسے فنا فی الرسول تھے۔ کہ ہر ہر بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ فرماتے ہیں:-

"جو لوگ تحریک ختم نبوت میں جہاں جہاں شہید ہوئے ان کے خون کا جوابدہ میں ہوں۔ وہ عشق رسالت میں مارے گئے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں۔ کہ ان میں جذبہ شہادت میں نے پھونکا تھا۔ جو لوگ ان کے خون سے دامن بچانا چاہتے ہیں اور ہمارے ساتھ رہ کر اب کنی کتراتے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ حشر کے دن بھی ان کے خون کا ذمہ دار رہوں گا۔ وہ عشق نبوت میں اسلامی سلطنت کے ہلاکو خان کی بھینٹ ہو گئے لیکن ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں حضرت ابوبکر صدیق نے بھی سات سو حافظ قرآن اس مسئلہ کی خاطر شہید کروا دیئے تھے" (ہفت روزہ ختم نبوت اکتوبر ۱۹۶۲ء و تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری ص ۹۵)

نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

ایک مرتبہ حضرت امیر شریعت رح نے سرزمین قادیان پر

جا کر ہزاروں کے اجتماع میں تقریر فرمائی۔ یہی وہ تاریخی تقریر ہے۔ جس میں حضرت شاہصاحب رحہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا محمود کو چیلنج دیا تھا۔ اور اپنا مشہور جملہ اس طرح فرمایا کہ:

وہ (مرزا محمود) نبی کا بیٹا بنا ہے اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں وہ آئے اور مجھ سے اردو، پنجابی، فارسی، عربی ہر زبان میں بحث کرے۔ یہ جھگڑا آج ہی طے پایا جاتا ہے وہ پردے سے باہر نکلے۔ نقاب اٹھائے کشتی رطے مولا علی کے جوہر دیکھیے۔ ہر رنگ میں آئے۔ میں ننگے پاؤں آؤں اور وہ حریر و پرنیاں پہن کر آئے۔ میں موٹا جھوٹا پہن کر آؤں۔ وہ مزعفر کباب یاقوتیاں اور اپنے ابا کی سنت کے مطابق پلومر کی ٹانک وائن پی کر آئے۔ میں نے اپنے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کے مطابق جَو کی روٹی کھا کر آؤں ہیں میدان ہمیں گو؟ (بیس بڑے مسلمان ص۸۹)

غور فرمادیں حضرت امیر شریعت کے قلب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس درجے کی تھی۔ رات رات بھر تقریر کرنا اور وہ بھی قادیان میں۔ حقیقت ہے کہ جس کا دل عشق رسول ﷺ سے مالا مال ہو۔ اور جس کی آنکھیں ذکر رسولؐ سے اشکبار ہوتی ہوں وہ ہی دعوئی عشق کر سکتا ہے۔ اور وہ ہی اپنے دعوے میں سچا ہے۔ ؎

دکان عاشقی را بسیار مایہ باید
دلہائے ہمچو آتش چشمۂ جو رود بارے

ذکر رسولؐ پر اشکبار ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک پر اشکبار ہونے کے کئی واقعات حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں۔ کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آ جاتا۔ آنکھوں سے سیلاب کی طرح خون بہنا شروع ہو جاتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال حبشی رضہ اور دیگر صحابہ کرام رضہ کے واقعات اس سلسلے میں بہت مشہور ہیں

آیئے اور چودہویں صدی کے ایک عاشق کے حالات بھی دیکھیے کہ کس طرح اپنے محبوب کی یاد میں مست ہیں اور یہ پروانہ شمع محمدی کس طرح ذکر محبوب پر اشکبار ہوتا ہے۔

علامہ اقبال سے آپ کے بہت مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات تھے۔ آپ رحہ اکثر ان کے مکان پر تشریف لے جایا کرتے تھے آپ جب بھی جاتے۔ ڈاکٹر اقبال فرماتے۔ شاہ جی رحہ ایک رکوع سنائیں۔ آپ درخواست منظور فرما کر قرآن کریم کی آیات اپنے مخصوص لہجہ میں تلاوت فرماتے جس سے ڈاکٹر صاحب مرحوم بھی اشکبار ہو جاتے تھے پھر آپ پوچھتے کوئی تازہ کلام! ڈاکٹر اقبال فرماتے۔ ہوتا ہی رہتا ہے۔ پھر کاپی منگواتے پھر وہ اشعار سنتے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوتے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت شاہ جی کا نپنے لگتے تھے۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہوتا یا ان سے متعلق کوئی کلام پڑھا جاتا تو چہرہ اشکبار ہو جاتا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہو جاتیں اور آپ اس طرح روتے تھے۔ جس طرح ایک معصوم بچہ ماں کے بغیر روتا ہے۔

(ملخص از بیس بڑے مسلمان)

جناب شورش کاشمیری رحہ فرماتے ہیں کہ:- شاہ جی رحہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ:-

"مرزا غلام احمد کی نبوت کے لئے تو تحفظ ہے لیکن میرے نانا جان اور تمام مسلمانوں کے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے تحفظ نہیں اور اس کے بعد عموماً اشکبار ہو جاتے" (تحریک ختم نبوت ص۱۲۴)

حضرت امیر شریعت اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ آج بھی ایوان حکومت سے مخاطب ہے۔ کہ سارقان ختم نبوت کو تو ہر قسم کی آزادی دی جا رہی ہے۔ اخبارات و رسائل کی اجازت اور اس کی تبلیغ کی عام تشہیر ہو رہی ہے۔ ان پر کوئی حکمران نہیں۔ ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ہاں جو لوگ تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کر رہے ہیں بجائے اس کے کہ ان کی مالی اعانت کی جائے۔ ان کی مدد و نصرت کی جائے۔ ان کے ساتھ

حسن سلوک کا برتاؤ کیا جائے۔ ان کے اس جذبہ اور عشق کی قدر کی جائے۔ افسوس صد افسوس کہ انہی کو سلاخوں کے پیچھے بند کیا جاتا ہے۔ عدالت میں بلایا جاتا ہے۔ کٹہرے میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ اخبارات و رسائل پر پابندی لگائی جاتی ہے۔ ان کے تانگوں کا پتہ لگانے والوں کو دھمکی آمیز خطوط لکھے جاتے ہیں۔ ہر ممکن تذلیل کی جاتی ہے۔ ان عاشقان ختم نبوت کے قتل پر خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔ انہیں ہر معاملے میں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ یاد رکھیئے حشر کے دن آنحضرت ﷺ انہیں ہی تحفظ فرمادیں گے۔ جنہوں نے آپ کے ختم نبوت کی حفاظت کی تھی۔ آپ کی خاطر ہر کلفت کو راحت اور ہر عیش کو عیش اور مصائب و آلام کو فرحت و آرام سمجھا تھا۔ اور اس کے لئے جان و مال کی بازی لگا دی تھی۔ اور جنہوں نے سارقان ختم نبوت اور گستاخان رسول ﷺ کو پناہ دی۔ ان کی مدد و نصرت اعانت و حفاظت کی تھی۔ دنیا کی فانی زندگی گذارتے ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہم کس پانی میں تھے۔ اور پھر آپ پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت والی مثل صادق آئیگی

فسوف تری اذا انکشف الغبارُ
أفرس تحت رجلک ام حمارُ

شاہ جی رح کا نعتیہ کلام

حضرت امیر شریعت رح کے نعتیہ کلام بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

لولاک ذرۂ زجہان محمد ﷺ است
سبحان من یراہ چہ شان محمد است
سہ پارۂ کلام الٰہی خدا گواہ
آن ہم عبارتے ز زبان محمد است
نازد بنام پاک محمد کلام پاک
نازم بآن کلام کہ جان محمد است
توحید را کہ نقطۂ پرکار دین ماست
دانی اگر نکتۂ ز بیان محمد است
سر قضاء و قدر ہمیں است اے ندیم
پیکانے امر حق ز کمانے محمد است۔

اسی طرح آپ اپنی تقریروں میں سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رض کے نعتیہ اشعار بھی بڑے مزے مزے لے کر پڑھا کرتے تھے۔ کہ یہ میرے محبوب اور نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہے۔ اور آپ نے اپنے مجموعۂ کلام "سواطع الالہام" کو ان ہی شعروں کے توسط سے ان کی روح کے نام سے منسوب کیا ہے۔

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساءٗ
خلقت مبرا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاءٗ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھ نے آپ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔ اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر قسم کے عیبوں سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا کہ جیسے آپ نے چاہا۔ ایسے ہی آپ پیدا کئے گئے ہیں۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

ملاحظہ فرمادیں کہ حضرت امیر شریعت رح کس کس انداز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نثار کر رہے ہیں۔ آپ نے جو کچھ بھی اس سلسلے میں کیا یا کسی کو تیار کیا فرض سمجھ کر کیا اور ان کا مقصد ایک ہی تھا۔ کہ خدا اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عالم میں پھیل جائے ان کی رضا حاصل ہو جائے۔ کاش کہ ہم ان اکابر کی ان تقریروں سے عبرت پکڑتے اور اپنی زندگیوں کی تاریکیوں میں عشق رسول ﷺ کی شمع روشن کرتے۔ افسوس کہ ان روشن قندیلوں کو بجھانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ان پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے جاتے ہیں۔ تکفیر کے گولے چھوڑے جاتے ہیں۔ فیا اسفاہ

یہ ایسے لوگ ہیں جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور صدیوں تک ان کی روشن کی ہوئی شمع سے قافلے والے روشنی حاصل کرتے ہیں۔

بقیہ : خصائل

کی حالت بھی یاد ہے۔ کہ جب جگہ پر ہو جائے تو آنے والوں کی کی گنجائش نہ ہو اور پہلے جانے والے جتنی جگہ پر چاہیں قبضہ کریں۔ اور بعد میں آنے والوں کے لئے جگہ نہ رہے۔ اس عبارت کا ترجمہ اکابر علماء نے یہ ہی تحریر فرمایا۔ مگر بندۂ ناچیز کے نزدیک اگر اس کا مطلب یہ کہا جائے۔ تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کیا دنیا کی وسعت اور فراخی بھی یاد ہے۔ کہ تمام دنیا کتنی بڑی تھی۔ اور یہ اس لئے یاد دلایا کہ آئندہ تمام دنیا سے دس گنا زائد اس کو عطا فرمانے کا اعلان ہونے والا ہے۔ تو ساری دنیا کا ایک مرتبہ تصور کرنے کے بعد اس عطیہ کی کثرت کا اندازہ ہو۔) وہ عرض کرے گا کہ رب العزت خوب یاد ہے۔ اس پر ارشاد ہوگا۔ کہ اچھا کچھ تمنائیں کرو۔ جس نوع سے دل چاہے۔ وہ اپنی تمنائیں بیان کرے گا وہاں سے ارشاد ہوگا۔ کہ اچھا تم کو تمہاری تمنائیں اور خواہشات بھی دیں۔ اور تمام دنیا سے دس گنا زائد تجھے عطا فرما رہے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب اس شخص کا یہ مقولہ نقل فرما رہے تھے۔ تو آپ پر ہنسی آ گئی حتیٰ کہ دندان مبارک بھی ظاہر ہو گئے۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا یا تو اللہ جل شانہٗ کے اس اکرام و انعام پر خوشی اور مسرت کی وجہ سے ہے۔ کہ جب ایسے شخص کو جو جہنم سے سب سے اخیر میں نکالا گیا۔ جس سے اس کا سب سے زیادہ گنہ گار ہونا بدیہی ہے۔ اس قدر زیادہ عطا و انعام ہوا۔ تو سارے مسلمانوں پر بالخصوص متقی اور پرہیزگاروں پر کیا کچھ الطاف کی بارش ہو گی۔ اور اقتیوں پر جس قدر انعام ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسرت کا سبب ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہ ہنسی اس شخص کی حالت پر ہو کہ کس قدر عذاب اور مصائب برداشت کر کے تو نکلا ہے اور پھر یہ جرأتیں اور تمنائیں کہ اللہ جل شانہٗ سے یہ کہے کہ آپ تمسخر کر رہے ہیں۔

SHAMSI

For

CANVAS

&

TENTS

SHAMSI CLOTH
AND GENERAL MILLS LTD.

(KARACHI PAKISTAN)

HEAD OFFICE:
3, Idris Chambers,
Talpur Road,
Karachi-2
Phones: 221041 - 226601
Grams: "Canvas" Karachi
Telex: 24646 SHMCO

MILLS:
A-50, Sind Industrial
Trading Estates
Manghopir Road,
Karachi-16
Phones: 290443 - 290444

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

متنبی کی الماری

مولانا ظفر علی خانؒ

لے کر ہے اپنی رواداری پہ تجھ کو فخر و ناز
قادیاں میں کافروں کی مؤمن آزاری بھی دیکھ

خواجہ اجمیرؒ کی درگاہ دیکھ آیا ہے تو!!
اب بہشتی مقبرہ کی چار دیواری بھی دیکھ

ترمذی کو اور بخاری کو رٹا تو کیا ہوا۔
قادیاں جا اور غلام احمد کی الماری دیکھ

تو نے اپنی فوج کی دیکھی قواعد مدّتوں
اب نصاریٰ کے رضا کاروں کی تیاری بھی دیکھ

کاٹنا مقصود ہے جس سے شجر اسلام کا
قادیاں کے لندنی ہاتھوں میں وہ آری بھی دیکھ

مشیٔ فی النوم اور اس کے فلسفے پر کر نظر
قادیاں کے نازنینوں کی طرحداری بھی دیکھ

سن لے اپنے کان سے "الفضل" کی گالی گلوچ
لکھنؤ شرما گیا جس سے وہ بھٹیاری بھی دیکھ

آج آتا ہے نظر گر تجھ کو باطل سر بلند
اپنی آنکھوں سے کل اس کی ذلّت و خواری بھی دیکھ